امام مہدی کے نام پر منادی کرنے والا جب منادی کرے گا تو ان کے درمیان کوئی قاصد نہ ہوگا۔

MTA پاکستان کے احمدیوں کے صبر کا پھل ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ر فروری ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لنڈن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

گزشتہ دو خطبات سے اس تجارت کا ذکر چل رہا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے اموال بھی پیش کرو اور جانیں بھی تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب الیم سے نجات کی خوشخبری دیتا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خوشخبریاں ہیں۔

اس ضمن میں مالی قربانی کا ذکر تو میں پہلے کر چکا ہوں اب میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کو انفُس کی قربانی کا بھی بہت موقع میسر آیا ہے۔ انفس کی قربانی میں سے ایک تو وہ قربانی ہے جو پاکستان میں ایک لمبے عرصے سے مسلسل خدا کے حضور پیش کی جارہی ہے۔ اس میں شہادتیں بھی شامل ہیں اور صالحیت کے اعلیٰ نمونے بھی داخل ہیں اور بہت ہی لمبی کہانی ہے اس لئے اس کو میں یہاں چھیڑنا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ مختصراً بتانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کی ہمدردی میں جماعت مالی قربانی کر رہی ہے ان کے لئے انفس کی قربانی اور محنت اور جہاد میں بھی مصروف ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں جو حال ہی میں مسلمانوں کے خلاف

فسادات برپا ہوئے ہیں ان کے متعلق جہاں تک پاکستانی اخبارات کا تعلق ہے صرف یہ خبریں دی جاتی ہیں کہ گویا کلیۃً مسلمان مارے گئے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے جب فسادات شروع ہو جائیں تو پھر دونوں طرف سے خواہ دفاع میں ہو یا جارحانہ کارروائی ہو، کارروائی کی جاتی ہے۔ تو مسلمانوں نے بھی بعض علاقوں میں اپنے جوابی حملے کئے اور اس کے نتیجہ میں کچھ ہندوؤں کو بھی نقصان پہنچا۔ لیکن مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان ایک بڑی نمایاں تمیز ہے۔ ایسا فرق خدا نے ظاہر فرمایا ہے جو ان علاقوں میں ایک فرقان کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں نے کسی عورت کی بے حرمتی نہیں کی، کسی مظلوم عورت سے زیادتی نہیں کی لیکن ہندوؤں نے کثرت کے ساتھ مسلمانوں کی عزتیں لوٹی ہیں اور بوسنیا میں جو سلوک بہت بڑے پیمانے پر مسلمانوں سے کیا گیا ہے ایک حد تک بمبئی میں اور دوسرے ہندوستان کے علاقوں میں مسلمانوں سے کیا گیا ہے۔

پس جماعت نے مظلوموں کی خدمت میں فوراً کارروائی کی اور مسلسل کارروائی کر رہی ہے۔ بمبئی میں باوجود اس کے کہ جماعت کی تعداد بہت چھوٹی ہے چونکہ وہ علاقہ ایسا ہے جہاں مسلمانوں پر سب سے زیادہ ظلم ہوئے ہیں اس لئے خصوصیت سے ہم نے چھوٹی تعداد کے باوجود اس علاقہ کو خدمت کے لئے نمونہ بنایا اور بڑے لمبے عرصہ سے وہاں کے خدام انصار اور لجنات خدمت کے کاموں میں مصروف ہیں اور ہندو اور مسلمان میں فرق نہیں کرتے ،مظلوم کی خدمت کر رہے ہیں ایسے ہندو علاقوں میں بھی پہنچے جہاں خود ان کی جانوں کو خطرہ تھا لیکن وہ جو گھر لٹے ہوئے تھے ان کو برتن لے کر دیئے جن کے پاس کپڑا نہیں تھا ان کو کپڑے دیئے، کمبل کے ضرورتمندوں کو کمبل دیئے گئے اور اب ایک نیا پروگرام ہے جس کے تابع ہندوؤں کے علاقے میں بھی لیکن زیادہ تر مسلمانوں کے علاقہ میں جہاں بہت زیادہ مکان جلے ہیں۔ وہاں مکانوں کی تعمیر نو میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے بھر پور حصہ لے رہی ہے اور اس پر بہت زیادہ خرچ بھی آ رہا ہے لیکن میں نے بمبئی کی جماعت کو یہ ہدایت کی ہے کہ خرچ کی پرواہ نہ کریں۔ نیک کاموں پر جو خرچ جماعت کرتی ہے وہ خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور بظاہر ہماری جیبوں سے نکلتا ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خدمت کو مختصر الفاظ میں یوں بیان فرمادیا ہے۔

؎ سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے (درثمین:۳۶)

کیونکہ جیب میں جو پڑتا ہے وہ بھی خدا ہی کی عطا ہوتی ہے اس لئے محض جاہل ہے وہ شخص جو سمجھتا ہے کہ میری جیب سے پیسہ نکلا ہے۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے تو توفیق ملتی ہے اور توفیق دیتا ہے تو توفیق ملتی ہے ورنہ ایسے ہیں جن کے پاس دولتوں کے پہاڑ ہیں لیکن ان کو کوئی توفیق نہیں مل رہی کہ وہ غریب مسلمانوں کی خدمت کریں یا دکھتی ہوئی انسانیت کی خدمت کریں۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو ہو یا سکھ ہو۔ تو اللہ کے فضل سے جو رپورٹیں مل رہی ہیں اس سے دل بہت راضی ہے کہ جماعت بمبئی نے واقعةً خدمت کا حق ادا کیا ہے۔

لکھتے ہیں لوگوں کو اوڑھنے کیلئے کمبل، پہننے کیلئے کپڑے، کھانا پکانے کے لئے برتن کھانے پینے کی اشیاء اور جنس کی سپلائی، نہانے دھونے کے لئے صابن اور دیگر ضروریات بہم پہنچائی جارہی ہیں پھر نقل مکانی کر کے دوسری جگہوں پر جانے والوں کو ٹکٹیں خرید کر دی جارہی ہیں۔ ۱۶۰ خاندانوں کو اب تک کھانا پکانے اور کھانے کے برتن دیئے گئے ہیں (یہ ایک رپورٹ میں تھا بعد میں پھر اور بھی اس میں شامل ہوتے گئے)۔ ایک ہندو تنظیم سے تعارف حاصل کر کے ایک علاقہ کے ہندو گھرانوں کو برتن کپڑے وغیرہ پیش کئے گئے چند روز قبل جماعت کو ایک ایسی جگہ کا علم ہوا جہاں ریلیف نہیں پہنچا تھا جماعت نے فوری طور پر پہنچ کر وہاں انتظام کیا۔ دو ہندو تنظیمیں ایسی تھیں جن کیساتھ تعاون کے ساتھ جماعت نے بکثرت ہندوؤں میں کھانا پکانے کے برتن وغیرہ دیگر ضروری سامان مہیا کئے۔ اب جماعت یہ پروگرام بنا رہی ہے، یہ آخری پروگرام انہوں نے لکھا ہے کہ تعمیر نو شروع کر کے جلے ہوئے مکانوں کو رہائش کے قابل بنایا جائے تو یہ خبر پہلے کی ہے۔ اسی وقت فیکس کے ذریعے ان کو میں نے اطلاع کر دی تھی کہ جو بھی بجٹ ہے منظور ہے اور آئندہ بھی جو خرچ ہو گا انشاء اللہ جماعت مہیا کرے گی آپ لوگ خدمت کرتے رہیں۔

اس کے علاوہ ایک کام خدمت کا جماعت نے یہ کیا ہے کہ جہاں نفرتوں کے نتیجہ میں آگ بھڑک اُٹھنے کے خطرات تھے وہاں بروقت پُر حکمت کارروائی کے ذریعہ فسادوں سے علاقہ کو محفوظ رکھا اور یہ ایسا عمدہ کام تھا کہ ہندوستان کے بعض صوبائی ٹیلی ویژنز کے ذریعہ بھی بعض علاقوں میں یہ منظر دکھائے گئے کہ کس طرح ہندو مسلمان آپس میں عقل کے ساتھ اور حکمت کے ساتھ رہ رہے ہیں اور ان علاقوں میں بروقت پُر حکمت کارروائی کے ذریعہ فسادات کا ازالہ کیا گیا۔ یو پی میں خاص طور پر جو

راجستھان کا علاقہ ہے وہاں بھی اور یوپی کے مختلف علاقوں میں جماعت نے بروقت مسلمان اور ہندو لیڈروں سے مل کر ان کو عقل دی، سمجھایا اور خدا کے فضل سے وہاں ہر قسم کے خطرات ٹل گئے۔

اب میں آپ کو بوسنیا سے متعلق کچھ باتیں بتانا چاہتا ہوں بوسنیا کے مسلمانوں پر جو گزر رہی ہے اس کے متعلق جتنا بھی بتایا جائے وہ کم ہوگا اتنا دردناک، اتنا دلوں کو ہلا دینے والا ظلم وہاں توڑا گیا ہے کہ اس کے ذکر سے بھی انسان یعنی میرے جیسا انسان تو کم سے کم لرز اُٹھتا ہے اور توفیق نہیں پا سکتا کہ ذکر کرے۔ انسانی طاقت سے اس کا ذکر بڑھ کر ہے۔ پس جس دردناک عذاب کے ذکر کی نوعیت یہ ہو کہ ذکر کی طاقت سے بڑھ جائے وہاں کیا ہوا ہوگا کیا گزری ہوگی اس کا آپ حقیقت میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس ضمن میں جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں اس سلسلہ میں ایک فوری کارروائی یہ ہے کہ بوسنیا سے ایک ٹیلی ویژن کا نمائندہ وفد کل سے یہاں آیا ہوا ہے اور سویڈن کے کچھ نمائندے جو اس خدمت میں پیش پیش ہیں وہ بھی یہاں پہنچے ہوئے ہیں ان کے ذریعہ ہمیں بہت سی ویڈیو کیسٹس ملی ہیں اور وہ بتا رہے تھے وہ بیچارے بالکل اس معاملے میں بے بس ہیں بہت تھوڑا ہے جو دنیا کے ٹیلیویژن پہ دکھایا جاتا ہے اور بوسنیا کی حکومت اس وقت جس قسم کے مختلف مسائل میں گھری ہوئی ہے ان میں ایک بہت بڑا مسئلہ اقتصادی مسئلہ ہے فوجیوں کو وردیاں تک لے کر دینے کے پیسے نہیں ہیں۔ ہتھیار خریدنے کے پیسے نہیں ہیں۔ ٹیلی ویژن کے ذریعہ پروپیگنڈا تو بعد کی باتیں ہیں تو انھوں نے درخواست کی کہ ہماری طرف سے جماعت احمدیہ یہ خدمت قبول کرے۔ میں نے ان کو بتایا کہ ہم تو پہلے ہی اللہ کے فضل سے یہ کر رہے ہیں اور جہاں جہاں جماعت احمدیہ کے ٹیلی ویژن کے پروگرام دکھائے جا رہے ہیں مثلاً خطبات میں بھی میں ذکر کرتا ہوں اور ہر جگہ جماعت پھر آگے اپنے اخبارات وغیرہ کے ذریعہ کوشش کرتی ہے کہ آپ کی دردناک کہانیوں سے دنیا کسی حد تک واقف ہو سکے۔ انہوں نے کچھ ویڈیوز جو دی ہیں ان کے متعلق میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اپنے علاقوں میں اپنے اپنے ملکوں میں اگر کچھ خرچ کر کے بھی وہ پروگرام ٹیلی ویژن پر دکھائے جا سکتے ہوں تو دکھائے جائیں۔ امریکہ میں ایسے کیبل ٹیلیویژنز ہیں جن کے ذریعہ کثرت کے ساتھ یہی ویڈیوز وہاں دکھائی جا سکتی ہیں ایسے بعض غیر حکومتی ادارے ہیں وہ بکثرت ایسے ہیں جو چند ڈالرز کے عوض بہت معمولی قیمت پر علاقائی پروگرام دکھاتے ہیں اور وہاں بھی یہ ویڈیوز پیش کی جا سکتی ہیں جاپان میں

جاپانی ٹیلی ویژن سے رابطے کر کے ان کے ذریعہ دکھائی جاسکتی ہیں غرضیکہ یورپ کے ممالک میں بکثرت ایسے مواقع ہوں گے۔ افریقہ تو بہر حال اللہ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کے اتنے اثر میں ہے کہ وہاں یہ کام بالکل مشکل نہیں ہے۔ تو دنیا کے کونے کونے میں یہاں تک کہ فجی آئی لینڈ میں بھی اگر ٹیلی ویژن موجود ہو تو وہاں بھی ٹیلی ویژن کے ذریعہ یہ جو حقائق پیش کئے گئے ہیں یہ سب دنیا کے سامنے لانا چاہئیں۔

بوسنیا کی خدمت کے سلسلے میں یورپین جماعتیں اللہ کے فضل سے بہت ہی مستعد ہیں اور بڑے گہرے اور وسیع رابطے ہیں اور حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی بڑی تعداد میں مہاجرین کی خدمت پر بعض چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی انتھک مامور ہیں اور جتنا خدمت کرتی ہیں اتنا ہی ان کا خدمت کا جذبہ بڑھتا جاتا ہے، تھکتے نہیں ہیں۔ شروع شروع میں بعض دوسری مسلمان تنظیموں نے بھی کام شروع کیا اور مجھے بعض دوستوں نے بتایا کہ وہ کر رہی ہیں میں نے کہا بہت اچھی بات ہے، آپ ان کی مدد کریں مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ وہ میدان میں آئیں گے تو ہماری ساکھ خراب ہوگی۔ مجھے ڈر یہ ہے کہ کچھ دیر کے بعد تو وہ تھک کر چھوڑ دیں گے اور صرف آپ کو اکیلے کام کرنا پڑے گا۔ تو اب جو حالات سامنے آرہے ہیں یہی کیفیت ہے۔ اکثر جگہ یا وہ تھک کر چھوڑ گئے ہیں یا اس رنگ میں خدمت کی کوشش کی جس کا بہت ہی برا اثر پڑا ہے۔ مثلاً بعض جگہ (اب نام لینا مناسب نہیں) احمدی وفد جب ایک کیمپ میں پہنچا تو وہاں کے مسلمان بوسنین مہاجرین نے ملنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی کہ اس سے پہلے ایک مولویوں کا وفد آچکا ہے اور اس کے بعد ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی مسلمان سے ملاقات نہیں کرنی بڑی منت سماجت سے سمجھا کر ان سے کہا کہ ہمیں کچھ موقع تو دو بتاؤ تو سہی کیا ہوا تھا۔ تو بتایا یہ کہ ایک مولویوں کا وفد آیا ہمیں دین سکھانے کے لئے اور جب ہم نے ان کو بتایا اور ان سے گزارش کی کہ ہمارے حالات تو سنو کہ ہم پر کیا بیت رہی ہے۔ تو حالات میں دلچسپی لینے کی بجائے انہوں نے کہا ہمیں صرف یہ بتاؤ پہلے کہ تم نے ختنے کروائے ہوئے ہیں کہ نہیں کہتے ہیں ہم حیران رہ گئے ہمارے سر کٹ رہے ہیں، ہماری عورتوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں ہمارے سینے چھلنی ہیں اور ان ظالموں کو یہ فکر پڑی ہے کہ ہم نے ختنے کروائے ہوئے ہیں کہ نہیں یہ لطیفہ نہیں ہے کہ ہنسنے کی بات نہیں ہے، بہت دردناک واقعہ ہے۔ کہتے ہیں ایسی نفرت ہوئی ہمیں اسلام سے یا اس قسم کے

اسلام سے کہ ہم نے فیصلہ کیا کہ آئندہ سے کسی مسلمان سے ملاقات نہیں کرنی۔ وہ ایک چرچ میں ٹھہرے ہوئے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان مولویوں نے ان کو لازماً عیسائی بنا کر چھوڑنا تھا۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کو توفیق ملی ان کی خدمت کی اور ان کو سینے سے لگایا اور پیار دیا۔ اس کے بعد ان کی کایا پلٹ گئی اور پھر انہوں نے واقعات سنائے خود ہی مختلف جگہوں سے جو واقعات مل رہے ہیں اس جگہ صرف بات نہیں کر رہا۔ ایسے واقعات سنائے ہیں کہ ہمیں چرچ کی طرف سے مجبور کیا جاتا رہا ہے کہ ہم سؤر کا گوشت کھائیں اور سؤر کے گوشت کے سوا اور کوئی گوشت دیتے ہی نہیں تھے تو ہم نے صاف انکار دیا۔ اتنا اسلام تو بہر حال ان میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کہا ہم زیادہ پکے مسلمان نہ سہی مگر سؤر کبھی نہیں کھائیں گے اس لئے وہ سبزیاں جو بھی تھیں اس سے گزارہ کیا بالآخر وہ لوگ مجبور ہو گئے اور پھر انہوں نے سؤر اس Menu سے ہٹا لیا۔

اس ضمن میں جو نمونے ہیں چند خدمت کے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بعض مہاجر بچیوں کی یہاں شادیاں ہوئیں ان کی شادیوں میں جماعت نے خاص طور پر خواتین نے بہت خدمت کی ہے حصہ لیا ہے۔ بچوں کی ولادتیں ہوئیں ہیں اس موقع پر خاص طور پر جماعت کے بہت سے خاندانوں نے مل کر ان کو تحائف بھی پیش کئے اور زچہ و بچہ کا خیال رکھا۔ گرم کپڑے بستر کھانے پینے کی اشیاء اور مالی امداد جہاں جہاں ضرورت پیش آتی ہے سب یورپین جماعتیں خدا کے فضل سے اس میں آگے بڑھ رہی ہیں کچھ رپورٹیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

میں جب اوپر گھڑی کی طرف دیکھتا ہوں تو مختلف ممالک سے لوگ لکھتے ہیں کہ آپ گھڑی کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارا دل گھٹتا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں جب وقت گھٹ رہا ہے تو ساتھ ساتھ دل بھی گھٹے گا، جب دو طرفہ محبت کے تعلقات ہوں گے تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ ایک نوجوان نے لکھا ہے لاہور سے کہ مجھے آج پہلی دفعہ پتا لگا ہے کہ ہمارا اور آپ کا محبت کا تعلق ہے اور یہ اب اور بڑھ رہی ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹیلی ویژن کی برکتیں ہیں خدا کرے یہ پروگرام پھلیں پھولیں پھلیں۔

اب میں کچھ واقعات سناتا ہوں ۶۰ بوسنین مہاجرین کا ایک وفد نماز جمعہ کے لئے لانے کا انتظام کیا گیا۔ یہ ۶۰ لفظ کا جو ہندسہ ہے یہ صرف ایک دفعہ جمعہ کی بات ہے ہر جمعہ پر کوشش کی جاتی ہے کہ نئے وفود آئیں اور ہر جمعہ پر کبھی ۶۰ یا ۸۰ کبھی ۱۰۰ افراد پر مشتمل وفود بھی آتے ہیں تو یہ نہ سمجھیں

کہ صرف ۶۰ سے ہی رابطہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس موقع پر انہوں نے ٹیلیویژن پر خطبہ بھی سنا اس کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ پیش کیا گیا ایک لیڈی ڈاکٹر تھیں ان میں سے وہ مسلسل روتی رہیں جب ان کو تشفی دی گئی تو انہوں نے کہا وطن سے دور آج آپ کو اس طرح اکٹھے دیکھا ہے تو اپنے گھر کی یاد آرہی ہے۔ غنیمت ہے کہ آپ لوگ اس قدر پیار اور محبت سے سلوک کرنے والے ہمیں مل گئے۔ ایک خاتون لکھتی ہیں کہ ایک خاتون ملیں ان سے جب میں نے پیار کا سلوک کیا تو روتی رہیں، اتنا روئیں کہ جس طرح بھی میں نے کوشش کی سمجھانے کی ان کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ کہتی کہ پھر میری چیخیں نکل گئیں اور میں نے روتے روتے ان کو سینہ سے لگا لیا پھر ان کے آنسو تھمے پھر ان کو میری فکر پڑی تو بعض دفعہ غم کا مداوا غم سے ہی ہوتا ہے اور جتنا درد آپ ان کے لئے پیدا کریں گے اتنی ہی راحت ان کو پہنچے گی۔ یہ لفظوں سے تسلی دینے کا وقت نہیں ہے بلکہ پیار اور محبت ان پر لنڈھانے کا وقت ہے اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق بخشے۔

اس ضمن میں میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ **خصوصاً یورپ کی جماعتیں مؤاخات کا نظام قائم کریں اور بعض خاندانوں کو بعض خاندان اپنالیں** اور پھر صرف یہ نہ ہو کہ جب جماعتی نظام میں ان کیلئے اکٹھے ہونے کا کوئی بندوبست کیا جائے تو اسی موقع پر رابطے ہوں بلکہ خاندان یہ ذمہ داری اُٹھائیں کہ فلاں فلاں خاندان ہمارا ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کو محبت کی بہت کمی ہے رہائش اور کھانے پینے کا انتظام تو ہو ہی رہا ہے، جیسا بھی ہے۔ لیکن جس بات کو ترسے ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کا سارے کا سارا خاندان کٹ گیا ہے اکیلی عورت یا اکیلا مرد پہنچا ہوا ہے بعض بچے ہیں جن کا کوئی بھی نہیں رہا تو ضرورت ہے کہ انسانی ہمدردی سے ان کو سینے سے لگایا جائے۔

ایک معمر خاتون نے بڑے جذباتی انداز میں کہا کہ آپ ہماری خدمت تو کرتے ہیں مگر دعائیں کریں کہ ہمیں ہمارا بوسنیا واپس مل جائے، ہم سے اب بوسنیا کی جدائی برداشت نہیں ہوتی۔ دو لیڈی ڈاکٹرز تھیں انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف نام کے مسلمان تھے ہمیں علم ہی نہیں تھا کہ اسلام کیا ہے۔ یہ ہمارے لئے تسکین کا موجب ہے کہ ایک جماعت ایسی ہے جس کا مرکز جس کا خلیفہ ہمارے لئے بھی اسی طرح دردمند ہے جس طرح آپ لوگوں کی تکلیف سے ہوتا ہے اور ساری جماعت جو خدمت کر رہی ہے اس کے نتیجہ میں اب ہمیں اسلام پر فخر پیدا ہو گیا ہے ہم ان ملکوں میں شرماتے تھے پہلے اسلام سے۔ اب ہم بڑے فخر سے ان لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ ہاں ہم مسلمان

ہیں۔تو آپ کی محبت اور آپ کے پیارے نے دیکھیں کیسے معجزے دکھائے ہیں کیسا انقلاب برپا کیا ہے کہ وہ لوگ جن کے متعلق خطرہ تھا کہ غیر مسلموں کی مار کھا کر غیر مسلموں کی گود میں جہاں دنیا گنوا بیٹھے ہیں وہ دین بھی گنوا بیٹھیں یعنی بعض غیر مسلموں نے ان کی دنیا چھینی ان سے بھاگے تو جو گود میسر آئی وہ بھی غیر مسلموں کی اور انہوں نے دین چھیننے کی کوشش کی تو جماعت احمدیہ کو اس خدمت کی توفیق مل رہی ہے کہ حضرت اقدس محمد ﷺ کے نام لیواؤں کے لئے اپنی جانیں بھی پیش کر رہی ہے اپنے اموال بھی پیش کر رہی ہے اور ان کو ہر قسم کے بیرونی خطرات سے بچانے کے لیے کوشاں ہے۔

اس ضمن میں ایک اور تحریک بھی کرنی چاہتا ہوں کہ چونکہ ان لوگوں کو ہتھیاروں کی شدید ضرورت ہے اور وردیوں وغیرہ کی اور بوٹوں کی اس قسم کی چیزوں کی بھی جو کچھ ہمیں یورپ سے میسر آتا ہے آرمی ڈپوز وغیرہ سے، ہم انشاء اللہ پہلے بھی بھیج رہے ہیں اور بھی لے کر بھجواتے رہیں گے لیکن ہتھیاروں کی سپلائی ہمارے بس میں نہیں ہے اور بعض ممالک میں وہ خلاف قانون بھی ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے مسلمان ملک جہاں بعض احمدی فوج سے ریٹائرڈ ہوئے ہوں اور جہاں حکومت کی ہمدردی اور حکومت کی Blessing بھی ان کو شامل ہو۔حکومت کے سائے تلے وہ آزادی کے ساتھ خدمت کر سکیں وہ ایسی پرائیویٹ ایسوسی ایشنز بنائیں جن میں بوسنیا کو ہتھیار مہیا کرنے کا پروگرام شامل ہو اور صرف اس میں احمدیوں کو ممبر نہ بنائیں بلکہ غیر احمدی بااثر لوگوں کو بھی ممبر بنائیں یہ وقت ایسا نہیں کہ اس میں فرقوں کی تفریق کسی طرح بھی کام کی راہ میں حائل ہو۔آپ پہل کر جائیں یہی آپ کا ثواب کافی ہے لیکن کثرت سے اپنے غیر احمدی ہمدرد بھائیوں کو ساتھ ملائیں ایسی ایسوسی ایشن قائم کریں جو حکومتوں سے بھی رابطے کرے اور دوسرے ایسے ذرائع سے جو غیر حکومتی ذرائع ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہتھیار مل جایا کرتے ہیں۔ہتھیار لے کر پھر کوشش کریں کہ ان کو کسی طرح بوسنیا پہنچایا جائے یہ کام حکومت کی مدد سے ممکن ہے اور وسیع پیمانے پر ایسوسی ایشنز کے قیام کے ذریعہ یا مجالس کے قیام کے ذریعہ ایسا کیا جا سکتا ہے اور ضرور کرنا چاہئے۔

ہمارے جو وفود جا رہے ہیں باہر بوسنیا سامان لے کر اُن کے متعلق میں پہلے ایک خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ جو حالات دیکھ کر آئے ہیں وہ لکھتے ہوئے بھی لکھتے ہیں کہ ہمیں پوری طرح لکھنے کی بھی طاقت نہیں ہے۔کیسی بے سروسامانی کی حالت ہے اور کس قدر بھیانک مظالم کا نشانہ ان کو بنایا

گیا ہے۔ کہتے ہیں ایک جگہ ہم جب خدمت کر رہے تھے تو ایک معمر خاتون ہمارے پاس آ کے بیٹھ گئیں اور اپنے عزیزوں کی تصویریں دکھائیں جو سربیا کے ظلم کی بھینٹ چڑھ چکے تھے ان کی آنکھوں سے تصویریں دکھاتے ہوئے آنسو رواں تھے ہمارا دل بھی آنسو بہا رہا تھا کبھی بے بسی کا ایسا عالم نہیں ہوا جو ان مظلوموں کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ ان کی دلجوئی کی کوشش تو کی لیکن جب اپنا دل ہی تسلی نہ پاتا ہو تو ان کے زخم کیسے مندمل ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے ٹاؤن کی آبادی چھ سات ہزار تھی اس خاتون کے سوا جو یہاں پہنچی ہیں ایک بھی زندہ نہیں بچا تمام کے تمام بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے یا گولیوں کا نشانہ بنائے گئے اور پھر بقیہ گاؤں کو تمام تر جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔

انگلستان کی جماعت میں واٹفورڈ کی جماعت کا پہلا نمبر ہے کیونکہ یہیں سے اللہ کے فضل سے نہایت ہی مؤثر رابطوں کا آغاز ہوا تھا۔ جب پہلا وفد یہاں واٹفورڈ کی جماعت مسجد لنڈن میں لے کے آئی اور ہماری ملاقات ہوئی اور آپس میں بہت سی محبت اور پیار کی باتیں ہوئیں تو ایک معمر دوست نے کہا کہ بہت دکھوں میں سے میں گزر کر آیا ہوں ساری زندگی میری پڑی ہوئی ہے پیچھے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج یہ میری زندگی کا بہترین دن ہے اور ایک دوست بار بار کہہ رہا تھا خون کے متعلق تو میں نے کہا شاید ان کو خون چاہئے، میں نے کہا خون بھی حاضر ہے ہمارا، تو اس نے کہا نہیں تو مترجم نے سمجھایا کہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے ہم ایک دوسرے کے ساتھ خون ملائیں اور جس طرح دودھ بھائی ہوتے ہیں ہم دونوں خون بھائی بن جائیں۔ تو ان لوگوں میں محبت کے جواب میں بڑی محبت پائی جاتی ہے۔ تھوڑی سی آپ ان کے لئے قربانی کریں تو یہ آگے سے فدا ہوتے ہیں اور بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اور خدا کے فضل کے ساتھ ان سے تعلقات کے نتیجہ میں آپ کے اخلاق بھی سدھریں گے کیونکہ ان میں بعض ایسی اخلاقی قدریں میں نے دیکھی ہیں جو جماعت میں بھی اس شان سے نہیں ہیں، اس کثرت سے نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور یہ اس طرح ملیں کہ ہم ان کی بہترین چیزیں لے لیں اور یہ ہم سے بہترین چیزیں اور اسلام اور دین اور اس پر کیسے عمل کیا جاتا ہے۔ یہ باتیں بھی سیکھیں۔ **لیکن میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدمت کو تبلیغ کا ذریعہ بنانے کی خاطر اختیار کرنا ظلم ہے۔ خدمت کے نتیجہ میں اگر دل مائل ہوں تو یہ ایک الگ بات ہے لیکن تبلیغ کی خاطر خدمت نہیں کرنی** کیونکہ قرآن کریم میں جہاں جہاں میں نے خدمت کا مضمون دیکھا

ہے کہیں بھی ایک جگہ بھی مجھے یہ بات دکھائی نہیں دی کہ تبلیغ کی خاطر اپنا دین پھیلانے کی خاطر خدمت کرو، بلکہ خدمت کے ذکر میں دین کا ذکر ہی کوئی نہیں۔ تمام بنی نوع انسان کی بلا تمیز مذہب و فرقہ اور ملت رنگ و نسل ایک عام خدمت کا مضمون چلتا ہے اور بنی نوع انسان سے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی رحمت کا تعلق ہے یہ دراصل وہی مضمون ہے جو بیان کیا جاتا ہے آپؐ کو رحمة للمسلمین نہیں فرمایا رحمة للمومنین نہیں فرمایا، رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:۱۰۸) فرمایا ہے۔ پس یہ جو ابتدائی انسانی خدمتیں ہیں بلا تمیزِ مذہب وملت یہ محمد مصطفی ﷺ کی رحمت ہی ہے جس کے آپ آگے ساقی بنیں گے اس رحمت کے جام بھر بھر کے دنیا کو پلائیں گے۔ تو یہی وہ روح ہے جس کو آپ کو ضرور قائم رکھنا ہوگا۔ یہاں انگلستان ہی کی بات ہے کہ ایک موقع پر ایک کیمپ سے جماعت کا گہرا رابطہ تھا تو ان کو ایک پیغام ملا ایک اور مسلمان تنظیم کا کہ آپ ہم سے کیوں نہیں ملتے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ ان سے پوچھا کیونکہ وہ ان کے زیرِ احسان تھے ان کی شرافت تھی، انہوں نے کہا آپ کی اجازت ہے کہ ہم ان کے پاس جائیں، انہوں نے کہا شوق سے جائیں اگر کوئی اور وہ خدمت آپ کی کر سکتے ہیں تو بہت اچھا ہے اور ہم تو اس بات کو خدمت میں داخل ہی نہیں سمجھتے کہ مذہبی یا فرقے کی تفریق کی جائے۔ وہ گئے اور کچھ دیر کے بعد سخت نالاں ہو کے واپس آئے۔ انہوں نے کہا کیوں کیا ہوا ہے۔ جواب یہ دیا کہ جب ہم ان سے ملے ہیں تو جاتے ہی پہلے احمدیت کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور ہمیں سمجھانے لگے کہ یہ تو کافر ہیں تو ہم نے ان سے کہا کہ یہ اگر کافر ہیں۔ تو یہ کافر پھر اچھے ہیں کیونکہ آپ سے ملنے کے لئے انہوں نے ہمیں نہیں روکا اور آپ عجیب مومن ہیں کہ ان سے ملنے کے لئے روک رہے ہیں جو ہمیں آپ کے پاس بھیج رہے ہیں۔ یہ جو بائیکاٹ کا مضمون ہے اس قسم کا یہ ہماری سمجھ سے بالا ہے، اسلام کی طرف سے نہیں ہو سکتا اور واقعةً انہوں نے بہت گہری بات کی ہے۔ مسلمان ملاں کو کون سمجھائے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے بائیکاٹ کی تعلیم دی جاتی تھی آپ نے کبھی بائیکاٹ کی تعلیم کسی اور کے خلاف نہیں دی، مومنوں کی آپس میں جب ناراضگی ہوئی یا غلطی ہوئی تو ایک دو موقع پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے عارضی طور پر بائیکاٹ مومنوں کا کیا گیا کافروں کا یا غیر مذہب والوں کے بائیکاٹ کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ پس ہم تو حضرت اقدس محمد ﷺ کے غلام ہیں، بینگنوں کے غلام تو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم تو آپؐ ہی کی سنت پر عمل کریں گے اور یہی سنت

ہے جو زندہ رہنے کے لائق ہے۔

پس مسلمانوں کی دوسری تنظیمیں کئی ابھی تک کام کر رہی ہیں خاص طور پر بعض فلسطینی تنظیمیں ہیں جو اللہ کے فضل سے بڑے اخلاص سے بہت ہی مستقل مزاجی سے خدمت کر رہی ہیں ان سب کے ساتھ ہمارا تعاون رہے گا اور جماعت کی طرف سے کم از کم کبھی کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جس کے نتیجے میں کسی قسم کی فرقہ وارانہ تفریق پیدا ہو یا اس کا وہم ہی دلوں میں پیدا ہو۔ ہاں جو خود پوچھے یا مذہب کی ضرورت کے لئے بعض چیزوں کی طلب کرے جیسا کہ لوگ پوچھتے ہیں قرآن کریم کا ترجمہ یا نماز کا ترجمہ وغیرہ وہ تو ہم بہرحال انشاء اللہ تعالیٰ پیش کریں گے۔

ایک اور خدمت جو جماعت بڑی عمدگی سے کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ مختلف کیمپوں میں مہاجرین کی لسٹیں بنا کر ان کا تبادلہ کیا جا رہا ہے۔ میں نے یہ ہدایت کی تھی ابھی تک مجھے اس کی طرف سے پوری طرح تسلی نہیں ہوئی لیکن میں اسی غرض سے دوبارہ دہرا رہا ہوں کہ ہمیں جہاں جہاں بھی بوسنین ٹھہرے ہوئے ہیں ان کی فہرستیں نام وار نہیں بلکہ گاؤں کے لحاظ سے اور علاقے کے لحاظ سے مرتب کرنی چاہئے اور پھر ان کو آگے اسم وار ترتیب دینا چاہئے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے یہاں رابطوں میں دیکھا ہے کہ دس پندرہ بیس میل کے فاصلے پر ہی دو مختلف کیمپ ہیں ان میں بعض بچھڑے ہوئے موجود ہیں اور ان کو پتا ہی نہیں کہ ہم اتنے قریب ہیں۔ جب اسلام آباد میں پروگرام ہوا جس میں میں نے بھی شرکت کی تھی تو دو خواتین نے جو مختلف کیمپوں سے آئیں تھیں ایک دوسرے کو دیکھا تو خوشی سے ان کی چیخیں ہی نکل گئیں، دوڑ کر بغلگیر ہوئیں اور پھر ایک خاتون نے بتایا کہ ہم ایک ہی گاؤں کی ہیں قریبی رشتہ دار ہیں ہمیں پتا ہی نہیں تھا کہ ہم اتنے قریب آچکے ہیں تو اس پر میں نے جماعتوں کو ہدایت کی تھی کہ تمام کیمپوں سے جن سے بھی رابطہ ہے۔ وہاں کی فہرستیں تیار کریں دیہات کے لحاظ اور پھر اسم وار ان کو ترتیب دیں اور ان کا تبادلہ ہونا چاہئے تمام کیمپوں کے ساتھ۔ گویا آپ کے پاس ایک ڈکشنری سی بن جائے جب بھی کوئی مسلمان بوسنین مہاجر چاہے کہ اس کے کسی رشتہ دار کا پتا لگے کہاں ہے؟ تو وہ اپنا گاؤں تو جانتا ہے فوراً گاؤں کی فہرست دیکھ لے گا اور اس گاؤں کے جتنے بھی مہاجر کہیں موجود ہیں ان کی فہرستیں ہمارے پاس تیار ہوں گی۔ اس سلسلہ میں بعض جماعتوں کی طرف سے اطلاع مل رہی ہے انگلستان کی ایک جماعت نے بھی ابھی اطلاع دی ہے کہ خدا کے

فضل سے ہمیں موقع ملا ہے بہت سے بچھڑے ہوؤں کو اس رنگ میں ملانے کا۔

ایک جگہ ایک اور خبر بھی اسی قسم کی آئی تھی وہاں بعض غیر احمدی وفود ان بوسنین سے ملے جن کا ہمارے ساتھ تعلق تھا اور بہت لمبی تقریریں کی گئیں کہ یہ احمدی بالکل کافر، ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور فلاں حکومت نے یہ کیا، فلاں نے یہ کیا۔ سب باتیں سن کر ان کو زیادہ تو نہ بات سمجھ آئی ہوگی اور انگریزی دان بھی بہت کم ہیں ان میں مگر جو جانتا تھا انگریزی اس نے ساری باتیں سنی اور آخری جواب صرف اتنا دیا Ahmadies very good Muslims جنہوں نے دیکھا آنکھوں سے کہ اچھے مسلمان ہیں وہ کانوں کی باتوں پر کیسے اعتبار کر جائیں گے جو آنکھ دیکھتی ہے اس کا اعتبار بہت زیادہ ہے اس کی نسبت جو کان سنتا ہے۔

ایک لیڈی ڈاکٹر کے متعلق اس نے لکھا ہے کہ انہوں نے کہا پہلے وہ مسلمان ہیں جنہوں نے ہمارے زخموں پر پھاہا رکھنے کی کوشش کی ہے لیکن ساتھ ہی بڑے جذباتی رنگ میں کہا کہ آپ کا قصور ہے کہ پہلے کیوں نہ ہم تک پہنچے، ہم گرجوں سے وابستہ رہے اور سال کا پہلا دن معلوم ہوتا ہے اس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ ایک گرجا میں گزارا، کاش آپ پہلے آئے ہوتے تو ہم مسجد میں جا کر وہ سال کا پہلا دن بسر کرتے۔

بہر حال ساری جماعت کو ان لوگوں کے حالات دنیا کے سامنے لا کر اور جو جو باتیں میں نے آپ کے سامنے نئی رکھیں ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر بڑی مستعدی کے ساتھ نئے منصوبے بناتے ہوئے اپنے مظلوم بھائیوں کی خدمت کرنی چاہئے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ چونکہ اب خطبے براہ راست سنائے جاتے ہیں اس لئے اب وہ فکر نہیں رہی کہ منتظمین بات سنیں اور آگے نہیں پہنچائیں اور پانی کھیتوں تک پہنچنے کی بجائے کھالے ٹوٹ ٹوٹ کر ہی بہہ جائیں۔ اب تو اللہ کے فضل سے ایک ایک پودا نظر کے سامنے ہے اور میں ان کو اپنے ایمان اور محبت کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے براہ راست جسمانی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں تو اس کی بڑی برکت ہے۔ اتنی جلدی دنیا سے جواب آتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے ایک تحریک ہوئی اور فوراً دنیا کے کونے کونے سے فیکسز آنی شروع ہو گئیں کہ ہماری طرف سے یہ حاضر ہے، یہ حاضر اور ہم یہ پروگرام بنا رہے ہیں اس سے پہلے مہینوں لگ جایا کرتے تھے اور اس کے باوجود بھی تسلی نہیں ہوتی تھی بھاری اکثریت ایسی تھی جس سے واقعۃً خلافت کا

رابطہ کٹا ہوا تھا اور اب جب یہ رابطہ قائم ہو رہا ہے تو حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں میں نے گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ انشاء اللہ بعض پرانے صحیفوں میں یہ جو مضمون بیان ہوا ہے کہ آئندہ زمانے میں یہ ہونے والا ہے اس کا ذکر کروں گا۔ کسی دوست نے کہا کہ صحیفوں سے مراد تو الٰہی صحیفے ہوتے ہیں یہ بات درست نہیں۔ صحیفوں میں کتب اور رسائل بھی شامل ہیں اور الٰہی صحیفوں کو آسمانی صحیفے کہا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے بعض مستند لغت کی کتابیں دیکھی ہیں ان سے میری وہ بات درست نکلی ہے تو صحیفوں سے مراد یہ نہیں تھی کہ پرانی ایسی کتب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور کتاب نازل ہوئی ہوں ان کے حوالے دوں گا۔ میرے نزدیک مسلمان بزرگوں نے جو باتیں لکھیں جن کی پیشگوئیوں دراصل بعض الٰہی بشارتوں پر مبنی ہیں تو چونکہ ان میں آسمانی صحیفوں کا ایسا بھی رنگ پایا جاتا ہے اور بعض احادیث پر مبنی ہیں جو یقیناً آسمانی صحیفوں کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس لئے میں نے وہ ذکر کیا تھا۔ چند پیشگوئیاں میں آپ کے سامنے رکھ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباس پیش کروں گا۔ ایک مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ایک کتاب ہے ”قیامت نامہ“ اس کے صفحہ چار پر جو مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی ہے۔ صفحہ چار پر یہ درج ہے کہ:۔

”ودروقت بیعت آوازی ازلا شور بایں عبارت
ھذا خلیفۃ اللہ المہدی فاسمعوالہ واطیعو وایں آواز خاص و عام آں
مکان ہمہ بشنوند“

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ بیعت کے وقت آسمان سے ان الفاظ میں آواز آئے گی کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات غور سے سنو اور اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ تمام خاص و عام سنیں گے۔ پھر مہدی موعود جلد سیز دہم بحار الانوار کے صفحہ ۱۱۱۸ پر جو علامہ مجلسی کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ علی دوانی نے کیا ہے اور دار الکتب الاسلامیہ تہران ایران سے شائع ہوئی ہے اس میں لکھا ہے۔ حضرت صادق امام جعفر صادق کے الفاظ ہیں یہ:

”ان قائمنا اذا قام مداللہ فی اسماعھم و ابصارھم حتی یکون بینھم و
من القائمہ بریریکلمھم فیسمعون وینظرون الیہ وھو فی مکا نہ۔

کہ ہمارے امام قائم جب معبوث ہوں گے۔تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کے کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھادے گا یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ گویا امام القائم اوران کے درمیان کا فاصلہ ایک برید یعنی ایک سٹیشن کے برابر رہ گیا ہے۔ڈاک کی جو منازل ہیں اس سے مراد برید ہیں۔ چنانچہ جب وہ ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے بھی جبکہ وہ امام اپنی جگہ پر ٹھہرا ہی رہے گا تو یہ بھی ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی اور بالکل واضح جو اللہ تعالیٰ نے اس طرح پوری فرمائی ہے۔اس میں خاص بات قابل ذکر یہ ہے کہ اس سے عام دنیا کی دید اور دنیا کی شنوائی مراد نہیں ہے۔جو عام آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے ورنہ حضرت امام جعفر صادقؒ یہ نہ فرماتے کہ ہمارے گروہ کے کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھادے گا اللہ تعالیٰ۔مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو تعلق رکھیں گے اور بات سننا چاہیں گے اور دیکھنا چاہیں گے۔ان کو اللہ تعالیٰ توفیق دے دے گا کہ وہ دور بیٹھے ہی وہ دیکھ بھی لیں اور سن بھی لیں۔تو ساری دنیا تو ان پروگراموں میں شامل نہیں ہورہی لیکن وہ جو محبت کا تعلق رکھتے ہیں وہی آتے ہیں اور وہی سنتے ہیں۔جو ہمارے گروہ کی بینائی کو بڑھانا بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔

حضرت امام باقرؒ نے فرمایا اور یہ ''**المهدی الموعود المنتظر**'' کتاب سے حوالہ لیا گیا ہے۔الفاظ ان کے یہ ہیں:

''**ینادی منا د من السمآء باسمه المهدی فیسمع من بالمشر ق و من بالمغرب حتی لایبقی راقد الاستقظ**'' (المهدی الموعود المنتظر عند علماء اہل السنۃ والامامیۃ الجزء الثانی صفحہ:۳۴۔مؤلفہ شیخ نجم الدین جعفر بن محمد العسکری دارالزہراء۔بیروت ایڈیشن ۱۹۷۷ء) **امام باقر نے فرمایا حضرت امام مہدی کے نام پر ایک منادی والا آسمان سے منادی کرے گا۔اس کی آواز مشرق میں بسنے والوں کو بھی پہنچے گی اور مغرب میں رہنے والوں کو بھی، یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اُٹھے گا۔**

اس میں ایک بڑی وضاحت ہے جس کو احمدی تو پہلے ہی جانتے ہیں، سمجھتے ہیں لیکن بعض جو دوسرے بعض مہمان آتے ہیں ان کی خاطر میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نعوذ باللہ مجھے نہ امام مہدی سمجھ لیں۔حضرت امام باقرؒ نے اس مضمون کو کھول دیا ہے کہ امام مہدی اور ہوگا اور وہ جو

منادی کرنے والا ہے وہ اور ہوگا اور وہ اس کے نام پر منادی کرے گا۔ چنانچہ میں نے بھی جب اس عالمی پروگرام میں شرکت کی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام دنیا تک پہنچایا نہ کہ نعوذ باللہ خود مہدی بن کر ظاہر ہوا۔

دراصل یہ پھل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصاً پاکستان کے احمدیوں کے صبر کا ہے اور ان کی مسلسل قربانی اور جدوجہد کا اور راضی برضا رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کرنے کا پھل ہے۔ قید کی صعوبتیں جھیلنے کا پھل ہے۔ جان و مال، عزت کی قربانی پیش کرنے کا پھل ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا مقدر تھا اور ضرور تھا کہ جماعت صبر کے امتحانوں میں ڈالی جاتی اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ یہ برکتیں بخشتا۔

> ''مولوی ابو رحمت صاحب نے عرض کی حضور میرے واسطے دعا فرمائی جاوے کہ پیشتر تو میری زندگی اور رنگ میں تھی مگر اب جب سے میں نے علی الاعلان حضور کے عقائد کی اشاعت اپنا فرض مقرر کر لیا ہے تو میری برادری بھی مخالف ہوگئی اور درپئے آزار ہے اور عام طور پر لوگ بھی مجمعوں میں کم آتے ہیں۔''

اس قسم کا ایک واقعہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں بھی ہوا۔ ایک صحابی نے عرض کی! یارسول اللہ آپؐ پر ایمان لانے سے پہلے میری اور شان تھی میں قبیلے میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کسی کی مجال نہیں تھی کہ میرے طرف انگلی اُٹھا سکے۔ اب تو گلیوں کے کمینے بھی مجھ پر باتیں کرتے ہیں۔ تو اسی قسم کے درد میں ڈوبے الفاظ میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اپنا حال پیش کیا تو آپ نے فرمایا۔

> ''آپ صبر سے کام لیں اور استقلال رکھیں آپ دیکھ لیں گے کہ پہلے سے بھی زیادہ لوگ آپ کے مجمعوں میں جمع ہوں گے اور ساری مشکلات دور ہو جاویں گی۔ ایسی مشکلات کا آنا ازبس ضروری ہے دیکھو امتحان کے بغیر کسی کی کچھ قدر نہیں ہوتی دنیا ہی میں دیکھ لو کہ پاسوں کی کیسی پوچھ ہوتی ہے کہ کیا پاس کیا ہے؟ پس جو لوگ خدائی امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں پھر ان کے واسطے ہر طرح کے

آرام و آسائش رحمت اور فضل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ: ۴۶۰)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ خطبہ الہامیہ میں سے یہ اقتباس لیا گیا ہے۔

”نزول کے لفظ میں جو حدیثوں میں آیا ہے یہ اشارہ ہے کہ مسیح کے زمانہ میں امر اور نصرت انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا۔ انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔“

پس یاد رکھیں جو کچھ اب رونما ہو رہا ہے اور بہت بڑھ کر آئندہ بھی رونما ہونے والا ہے۔ یہ انسانی حیلوں اور چالاکیوں کے نتیجہ میں ہرگز نہیں ہے۔ یہ خدا کی تقدیر تھی جو آسمان سے بارش کی طرح نازل ہو رہی ہے اور ربوہ سے ہجرت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کے مضمون میں مجھے بھی یہ جماعت کو تسلی دینے کی توفیق بخشی کہ مولویوں کو مخاطب کر کے میں نے کہا تھا کہ تم خدا کے فضلوں کو ہم پر نازل ہونے سے روکنے کی کوشش کر رہے ہو لیکن کبھی بارشیں بھی چھتریوں اور سائبانوں سے رُکی ہیں۔ یہ فضل تو اب پھیلیں گے اور ساری دنیا میں رحمتوں کی بارشیں ہوں گی اور تم نہیں روک سکو گے۔ تو مجھے بہت خوشی ہوئی یہ تحریر پڑھ کر کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریباً ۱۰۰ سال پہلے یہی نقشہ اسی طرح کھینچا تھا۔ فرمایا:

”۔۔۔اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔۔۔“

ٹیلی ویژن کے نظام کے ذریعہ آوازوں اور تصویروں کے پھیلنے کا کیسا خوبصورت نقشہ ہے

جو خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جاری ہوا ہے۔

''یہی حال اس زمانہ میں واقعہ ہوگا۔ پس سن لیں جس کو دو کان دیئے گئے ہیں اور نور کی اشاعت کے لئے صور پھونکا جائے گا''۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو موجود تھے لیکن الہامی کلام تھا آپ کی شان جو دنیا میں پہنچنی تھی وہ بعد کے زمانہ میں جانی تھی۔ اس لئے اس زمانہ کی بات کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ زمانہ آپ ہی کا ہے تو فرمایا کہ۔

''سن لے جس کے کان سننے کے ہیں جس کو دو کان دیئے گئے ہوں اور نور کی اشاعت کے لئے صور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی اس وقت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔''

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۵)

پس یہ جو خدا کے فضل سے سعید روحیں مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کی اس ذریعہ سے جو بجلی کی سرعت کے ساتھ ساری دنیا میں پھیلتا ہے جمع ہو رہے ہیں یہ الٰہی نوشتوں کی باتیں ہیں۔ قرآن کریم کی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔ یہ عجیب جمع ہے کہ زمانہ بھی جمع ہو رہا ہے اور یہ زمانہ گزشتہ زمانوں سے بھی جمع ہو رہا ہے اور جمعوں کے ذریعہ اس عالمی جمع کا عالمی انتظام فرمایا گیا ہے۔

اب دوستوں کے چند اقتباسات، جتنا وقت ہے میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں باقی پھر انشاء اللہ۔

ہندوستان سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ ''آپ سے ملاقات کا ایک عجیب سا موسم شروع ہوا ہے'' حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان معنوں میں بہت پیارے انداز میں فرمایا ہے کہ موسم ہوتے ہیں۔ لوگوں کے آنے کے بھی اور جانے کے بھی۔ یہ جو فرمایا ہے تو خدا تعالیٰ محبت کے نتیجہ میں فصاحت و بلاغت عطا کرتا ہے۔ اب زیادہ پڑھے ہوئے دوست نہیں ہیں جن کا خط ہے۔ مگر دیکھیں کیسا پیارا فقرہ لکھا ہے۔ آپ سے ملاقات کا ایک عجیب سا موسم شروع ہوا ہے جس میں جو سرور ہوتا ہے وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

ایک لاہور کے نوجوان لکھتے ہیں کہ:

’’عالمی بیعت کے وقت آنکھوں سے آنسوؤں سے تر تھیں اور جسم پر کپکپاہٹ طاری تھی یوں لگتا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ تمام حجاب توڑ کر ہمارے جلسہ میں شریک ہے اس دن پوری دنیا گنگ تھی اور صرف خدائی بول رہی تھی۔اس روز پروردگار نے ہماری پیاسی روحوں کی پیاس کو بجھا دیا،‘‘

اور بعض لکھتے ہیں کہ بجھا دیا اور پھر بھڑکا بھی دیا ساتھ ہی۔خطبہ ختم ہوتے ہی بجھی ہوئی پیاس دوبارہ بھڑک اُٹھتی ہے اوراگلے جمعہ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے ایک دوست لکھتے ہیں۔

ڈش انٹینا کے ذریعہ خطبات سن کر اپنے اندر بہت تبدیلی محسوس کر رہا ہوں پہلے میں نماز اور تلاوت میں سست تھا اب باقاعدگی سے توفیق مل رہی ہے دینی کاموں میں بھی حصہ لینے لگا ہوں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مجھے گم شدہ چراغ مل گیا ہے۔ماشاء اللہ اللہ کی شان ہے۔ایک چھوٹے سے،سندھ کے قصبے سے خط آیا ہے اور زبان دیکھیں یہ ایمان اور محبت کے اثر سے زبان زندہ ہوگئی ہے۔

ایک صاحبہ لکھتی ہیں کہ:

ہر جمعہ بچوں کو لے کر خطبہ سننے جاتی ہوں اب یہ جمعہ کا دن سب پروگراموں پر بھاری ہے میں جو جمعہ کے دن TV کا ڈرامہ دیکھنے کیلئے بے تاب ہوا کرتی تھی اب تو دل صرف خطبہ سننے کے لئے بے تاب رہتا ہے۔

ایک اور خاتون لکھتی ہیں کہ:

ہم ٹی وی پر آپ کو دیکھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ آمنے سامنے ہی بیٹھے ہیں میرے خیال میں اس ڈش انٹینا نے ہم عورتوں پر سب سے بڑھ کر احسان کیا ہے اور معصوم بچوں پر خصوصی طور پر جن کو ہم آقا سے ملاقات کروانے کے لئے ترستے رہتے تھے اب یہ حضور اقدس کو دیکھ کر خاموشی سے بیٹھ جاتے ہیں اور ذرا شور نہیں کرتے اور مصروف عورتیں جو دن میں کئی مجبوریوں کی وجہ سے مسجد نہیں آسکتی تھیں وہ بھی رات کو مسجد میں باقاعدگی سے آتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جو ابھی تک اتنے سمجھدار نہیں ہیں وہ حضور اقدس کو دیکھتے دیکھتے سو جاتے ہیں اور خطبات لوری کا کام دیتے ہیں جو میٹھی نیند سلا دیتے ہیں اور مائیں پرسکون ہو کر خلیفہ وقت کے خطبہ سے مستفید ہوتی ہیں۔مسجدیں پر رونق

ہوگئیں ہیں اور کیا مرد کیا بچے ، کیا عورتیں کیا بزرگ ایک نئے ولولہ سے زندہ ہو کر آنکھوں میں ایک نئی چمک لے کر واپس جاتے ہیں۔ سارا ہفتہ منتظر رہتے ہیں۔ واللہ کیسا پھل ملا ہے ہماری صبر آزما گھڑیوں کا۔ قریبی گاؤں کی عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں قافلے کی صورت میں احمدی آتے ہیں۔ کیا بتائیں ایک نئی روح پیدا ہوگئی ہے میرے چھوٹے بیٹے پر بھی خطبات دیکھنے کی وجہ سے آپ کی محبت کا عجب رنگ چڑھ گیا ہے۔ ہر وقت آپ سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے روز پوچھے گا کہ آج جمعرات ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ کل جمعہ ہوگا۔

بہت سے ایسے خطوط ہیں انشاء اللہ آئندہ پھر کبھی ان کے بعض اقتباسات پیش کروں گا اس میں ایک بات تھی جس کی طرف توجہ دلانا مقصود تھا۔ کہتی ہیں کہ مسجدیں خدا کے فضل سے بھر جاتی ہیں۔ مسجدیں وہی ہیں جو خدا کے ذکر کی خاطر بھریں اور خطبہ سننے کیلئے جو آتے ہیں وہ خدا کے ذکر ہی کی خاطر آتے ہیں لیکن اگر صرف ذکر ہو اور اس ذکر میں شامل نہ ہوں اور آپ نہ آئیں تو یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے یہ شرک ہو جائے گا۔ یہ خدا سے بے وفائی ہوگی اور مجھے ہرگز اس قسم کی کوئی محبت درکار نہیں ہے۔ ایسی محبت کرنے والے بھی اور ایسی محبتیں بھی میری طرف سے جہنم کا ایندھن بنیں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، دکھ ہوگا لیکن اس قدر نہیں ہے۔ تو خدا کے گھر بھرنے ہیں تو خدا کی خاطر گھر بھریں۔ ابھی رمضان شریف آنے والا ہے اور یہ عہد کریں سب سننے والے کہ مسجدوں سے محبت قائم کریں گے، مسجدوں سے تعلق قائم کریں گے۔ مجھے خوشی ہوگی کہ میں ایک ذریعہ بن گیا اس تعلق کو قائم کرنے کا، میں ایک وسیلہ بن گیا لیکن وسیلوں پر لوگ ٹھہر تو نہیں جایا کرتے، ذریعوں کو منزل نہیں سمجھ لیا کرتے جہاں کسی نے ذریعہ کو منزل سمجھا تو وہیں ڈوب گیا۔ پس اپنے آپ کو غرقابی سے بچائیں۔ آپ کو زندہ کرنے کی خاطر یہ انتظام چلایا گیا ہے۔ آپ کو غرق کرنے کی خاطر نہیں چلایا گیا۔

پس خصوصیت سے رمضان میں دعائیں کرتے ہوئے عاجزی کے ساتھ ساتھ سر جھکاتے ہوئے داخل ہوں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ تجھ سے جو تعلق بھی جس رنگ میں بھی قائم ہو جائے وہ پھر ہمیشگی کا تعلق ہو، ایک دائمی تعلق ہو۔ ایک عروۃ الوثقیٰ پر ہمارا ہاتھ پڑ جائے۔ کسی کی مجال نہ ہو کہ ہمارے ہاتھ سے اس عروۃ الوثقیٰ کو توڑ کر الگ کر سکے۔ اے خدا اپنا بنایا ہے تو ہمیشہ کے لئے بنا۔ بنا کر چھوڑ نہ دینا۔ خدا کرے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی سلوک ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ